قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

بدھ 24 مارچ 2021ء | 10 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:72

ارشادِ باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔

(سورۃ الصف: ۱۰)

ترجمہ:وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا تا کہ وہ اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میرے اور ان (یعنی عیسیٰؑ) کے درمیان کوئی نبی نہیں، یقیناً وہ اتریں گے، جب تم انہیں دیکھنا تو پہچان لینا، وہ ایک درمیانی قد و قامت کے شخص ہوں گے، ان کا رنگ سرخ و سفید ہو گا، ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے، ایسا لگے گا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے گو وہ تر نہ ہوں گے، تو وہ لوگوں سے اسلام کے لیے جہاد کریں گے، صلیب توڑیں گے، سور کو قتل کریں گے اور جزیہ معاف کر دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے سارے مذاہب کو ختم کر دے گا، وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، پھر اس کے بعد دنیا میں چالیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر ان کی وفات ہو گی تو مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے‘‘۔ (سنن ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

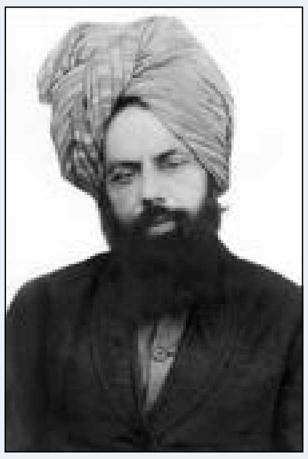

کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام ’’نبوت‘‘ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کرسکتا ہے۔ لِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ۔ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ نبوت آنحضرت ﷺ کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیت دنیا پر ظاہر کی جائے اور آنحضرت ﷺ کی سچائی دکھلائی جائے‘‘۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۴۱)

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

پس آپؑ کا اپنا تو کچھ نہ تھا۔ روح و جسم نور محمدی کا آئینہ دار تھا۔ عبادات میں، عادات میں، اخلاق میں غرض ہر چیز میں اپنے آقا و مطاع کے منہ کی طرف دیکھ کر اس کی پیروی کرتے تھے۔ اپنے اس پیارے مسیح و مہدی اور غلام صادق کے بارہ میں، اس کے مقام کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے بھی یوں فرمایا تھا کہ میرے اور میرے مہدی کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر 4324)

پس یہ مقام نبوت بھی آپ کو اس فنا کی وجہ سے ملا۔ یہ عشق و محبت کی باتیں ہیں جو حسن و احسان میں اور مقام میں نظیر بناتی ہیں۔ لیکن انسان کامل ایک ہی تھا جو صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔

حضرت خلیفہ ثانیؓ نے بھی اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے کہ

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمد کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

کوئی احمدی ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ نعوذباللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر ہے۔ یہ الزام جماعت پر، احمدیوں پر آئے دن لگتے رہتے ہیں لیکن اصل میں احمدی ہی ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کے مقام کا، آپؐ کے نور کا صحیح فہم و ادراک ہے۔

(خطبہ جمعہ 29 جنوری 2010ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- یوں الگ گوشہ ویراں میں جو چھوڑا ہم کو (منظوم)
- مرّبی بیار مرّبّا بخور
- احادیث کی روشنی میں تصورِ جہاد
- میرے پیارے ہم نام دوست مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کی یاد میں

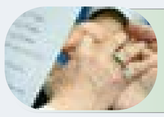

دربارِ خلافت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث قدسی ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مَیں تجھے پیدا نہ کرتا تو دنیا پیدا نہ کرتا۔ یہ زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔

(الموضوعات الکبریٰ لِمُلّا علی القاری صفحہ ۱۹۴ حدیث نمبر ۷۵۴ مطبوعۃ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

گو مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ اس حدیث کی صحت پر اعتراض کرتا ہے لیکن ہمیں اس زمانہ کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشقِ صادق نے اس حدیث کی صحت کا علم دیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی مقام کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ آپؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ آپؐ تا قیامت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام بخشا ہے کہ آپ کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پاتا ہے۔ آپؐ کو وہ مہر نبوت عطا ہوئی ہے جو تمام سابقہ انبیاء پر ثبت ہو کر ان انبیاء کے نبی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ آپؐ کو وہ مقامِ خاتم النبیین ملا ہے جس کے اُمّتی کو بھی نبوت کا درجہ ملا اور آپؐ کا اُمّتی اور عاشق صادق ہونا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو نبوت کا مقام دلا گیا۔ آپؐ کا قربِ خداوندی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں فرمایا ہے کہ دَنٰی فَتَدَلّٰی (النجم: 9)۔ یہ اللہ تعالیٰ سے قرب کی انتہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’(یہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کی طرف ہو کر نوعِ انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور اس کمال میں آپؐ کے دو درجے بیان فرمائے ہیں۔ ایک صعود (یعنی بلندی کی طرف جانا)۔ دوسرا نزول۔ اللہ تعالیٰ کی طرف تو آپؐ کا صعود ہوا یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھینچے گئے کہ خود اس ذاتِ اقدس کے دُنُوّ کا درجہ آپؐ کو عطا ہوا۔ دُنُوّ، اَقْرَب سے زیادہ اَبْلَغ ہے۔ اس لئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا‘‘۔ (یعنی دُنُوّ، قرب کی نسبت زیادہ انتہائی اور وسیع معنی دیتا ہے۔ قرب

بقیہ صفحہ 3 پر

آج کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً

(مسلم، کتاب المَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصلوۃ)

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے۔ سب بڑائی اسی کیلئے ہے اور بہت ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔

یہ خدا تعالیٰ کی تحمید و تقدیس کی بہت پیاری دعا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اقتدا میں ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ نمازیوں میں ایک شخص نے یہ ذکر کیا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً۔

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کہ کس نے یہ کلمات کہے؟ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے۔ تو آپؐ نے فرمایا مجھے تعجب ہوا کہ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ بات سنی میں نے اِن کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔

(مسلم، کتاب المَسَاجِدِ وَمَواضع الصلوۃ)

مرسلہ: مریم رحمٰن

یوں الگ گوشہ ویراں میں جو چھوڑا ہم کو

یوں الگ گوشۂ ویراں میں جو چھوڑا ہم کو
نہیں معلوم کہ کیا قوم نے سمجھا ہم کو
کل تلک تو یہ نہ چھوڑے گا کہیں کا ہم کو
آج ہی سے جو لگا ہے غمِ فردا ہم کو
ہے خدا کی ہی عنایت پہ بھروسہ ہم کو
نہ عبادت کا نہ ہے زہد کا دعویٰ ہم کو
دردِ الفت میں مزہ آتا ہے ایسا ہم کو
کہ شفایابی کی خواہش نہیں اصلا ہم کو
تجھ پر رحمت ہو خدا کی کہ مسیحا تو نے
رشتۂ الفت و وحدت میں ہے باندھا ہم کو
اپنا چہرہ کہیں دکھلائے وہ رب العزت
مدتوں سے ہے یہی دل میں تمنا ہم کو
گالیاں دشمنِ دِیں ہم کو جو دیتے ہیں تو دیں
کام لیں صبر و تحمل سے ہے زیبا ہم کو
کچھ نہیں فکر ، لگائی ہے خدا سے جب لو
گو سمجھتا ہے بُرا اپنا پرایا ہم کو
ایک تسمہ کی بھی حاجت ہو تو مانگوں مجھ سے
ہے ہمیشہ سے یہ اُس یار کا ایما ہم کو
زخمِ دل زخمِ جگر ہنستے ہیں کِھل کِھل کر کیوں
حالتِ قوم پہ آتا ہے جو رونا ہم کو
کہیں موسیٰ کی طرح حشر میں بیہوش نہ ہوں
لگ رہا ہے اسی عالم میں یہ دھڑکا ہم کو
ایک دم کے لئے بھی یاد سے کیوں تُو اترے
اور محبوب کہاں تجھ سا ملے گا ہم کو
تجھ پہ ہم کیوں نہ مریں اے مرے پیارے کہ ہے تو
دولت و آبرو و جان سے پیارا ہم کو
آدمی کیا ہے تواضع کی نہ عادت ہو جسے
سخت لگتا ہے برا کبر کا پتلا ہم کو
دشمنِ دین درندوں سے ہیں بڑھ کر خونخوار
چھوڑیو مت مرے مولیٰ کبھی تنہا ہم کو

(کلام محمود)

اداریہ

مربّی بیار مربّا بخور

یہ اُردو محاورہ ہے جو فیروز اللغات اور دیگر لغات میں موجود ہے جس کے معانی یہ ہیں کہ ’’کامیابی صرف اس صورت میں مل سکتی ہے کہ ہر کوئی مربّی ہو‘‘

یہ معانی آج کے دور میں جماعت احمدیہ پر ہی اطلاق پاتے ہیں اور پانے بھی چاہیے۔ مُربّی کا لفظ ربّ سے لیا گیا ہے جس کے معانی پالنے اور پرورش کرنے کے ہیں۔ جب کہ اس سے قبل بھی ایک آرٹیکل میں لکھا جاچکا ہے کہ لغات میں مربّی کے مختلف لطیف معانی درج ہیں۔ جو دلچسپ بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ جیسے اس لفظ کے تحت لکھا ہے کہ مالی اور باغبان جو درخت کی کانٹ چھانٹ کرتا، پودے کو گوڈی کرکے اسے خوبصورت بناتا اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ بناتا ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے Cultivation کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

تربیت کے معنوں میں Breeding بھی لکھا ہے۔ جس طرح ماں، بچے کو دودھ پلاتی یا غذا دیتے وقت پیار کی نظر سے دیکھتی ہے اور دل کی گہرائیوں سے اُن کے لئے دُعا کرتی ہے۔

تربیت کے معنوں میں Nursing بھی درج ہے۔ یعنی دیکھ بھال۔

تربیت کے ایک معنی تھپکی دینے کے بھی ہیں یعنی حوصلہ افزائی۔

تربیت کے ایک معنی Training کے ہیں۔ لغات میں لکھا ہے کہ یہ Train سے مشتق ہے۔ جس طرح انجن اپنے ساتھ تمام ڈبوں کو لے کر چلتا ہے اور اُن کو روشن بھی کرتا ہے بعینہٖ جماعت کے تمام بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلیں اور دینی تعلیمات سے ان کے دل و دماغ کو روشن کریں۔

ان معنوں کے اعتبار سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد اور عورت اگر اپنے آپ کو مخاطب سمجھے اور مربی بنے تو اصلاح بہت آسان ہو جائے گی۔ اس صورت میں ہر فرد پہلے اپنے آپ کو مخاطب سمجھے اور پھر اپنے اہل خانہ کو سمجھائے اور پھر دیگر افراد جماعت کو۔ داعی الی اللہ کا بھی یہی مفہوم ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی «داعی» ہے یعنی اللہ کی طرف بلانے والا تو سب سے پہلے تو دوسروں کے لئے نمونہ بنتے ہوئے اپنے آپ کو مخاطب سمجھ کر اپنی اصلاح کرے۔ پھر اپنے گھرانہ میں ہر فرد بالخصوص بچوں کی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دے۔ پھر عہدیدار ہونے کی صورت میں جماعت کے افراد کی تعلیم و تربیت کرے۔ یہی مبارک نظام جماعت احمدیہ میں موجود ہے اور اچھی اسلامی تربیت کی وجہ سے جو پھل تیار ہوتے ہیں وہ مُربّٰی کہلاتے ہیں۔

پس آج کے مادی دور میں ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم میں سے ہر فرد مربی بنے اور اپنے آپ کو مربی سمجھے تا پوری جماعت اسلام کے اصولوں اور تعلیمات کو اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی راہوں پر چلتی جائے۔ آمین

بقیہ: دربار خلافت ...... از صفحہ 2

میں تو صرف قربت کا تصور پیدا ہوتا ہے لیکن دُنُوّ میں اتنا قرب ہے، یعنی کہ ایک ہو جانا۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ) جب اللہ تعالیٰ کے فیوضات اور برکات سے آپؐ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لئے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جس کا اشارہ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: 108) میں فرمایا ہے (کہ ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ بنا کر)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سِرّ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہنچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہنچانے کے واسطے آپؐ کا نزول ہوا۔ اس دَنٰی فَتَدَلّٰی میں اسی صعود اور نزول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عُلوّ مرتبہ کی دلیل ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 356 مطبوعہ ربوہ)

پس آپؐ کے نزول سے جو نئے زمین و آسمان پیدا ہوئے، جس میں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے انتہائی درجہ کا قرب پا کر انسانوں کی نجات اور خدا تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کا مقام بھی حاصل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا مقام عطا فرمایا۔ آپؐ سے محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ یہ افلاک بھی خدا تعالیٰ کے آپ سے خاص پیار کے نتیجہ میں آپؐ کے لئے پیدا کئے گئے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی عُلوِّ شان کے لئے ہم اس حدیثِ قدسی کو صحیح تسلیم نہ کریں۔

پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر آنحضرت ﷺ کے اس مقام کو پہچانا ہے۔ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ میں کیا مشکل ہے؟ قرآنِ مجید میں ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرۃ: 30)، زمین میں جو کچھ ہے وہ عام آدمیوں کی خاطر ہے۔ تو کیا خاص انسانوں میں سے ایسے نہیں ہو سکتے کہ ان کے لئے افلاک بھی ہوں؟... (اگر زمین میں سب کچھ عام انسانوں کے لئے ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے خاص آدمیوں کے لئے افلاک کی پیدائش بھی کر سکتا ہے)۔ فرمایا کہ ’’... دراصل آدم کو جو خلیفہ بنایا گیا تو اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ وہ اس مخلوقات سے اپنے منشاء کا خدا تعالیٰ کی رضامندی کے موافق کام لے۔ اور جن پر اس کا تصرف نہیں وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں، سورج، چاند، ستارے وغیرہ‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 213۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

یعنی جس پر انسان کا تصرف نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ سب انسان کے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ چیزیں سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کام کر رہی ہیں۔ ماضی میں بھی کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شق القمر کا واقعہ ہوا۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ دنیا نے دیکھا۔ اس کی تفصیلات اس وقت بیان نہیں کروں گا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی بات بیان فرمائی ہے اور ثابت فرمایا ہے کہ یہ معجزہ ہوا۔ (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 60 حاشیہ)

اور ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ ہو سکتا ہے یہ کسی قسم کے گرہن کی صورت ہو۔ (ماخوذ از نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 506) جو دوسروں کو بھی نظر آئی۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مہدی کے لئے جو پیشگوئی فرمائی کہ فلاں مہینے میں اور فلاں دن میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔

(سنن الدار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما نمبر 1777 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

یہ بھی افلاک کی، کائنات کی جو چیزیں ہیں ان کو تابع کرنے والی بات ہے۔ اور اُس زمانہ میں جب یہ گرہن لگا تو اُس زمانہ کے اخبارات بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ واقعہ ہوا۔

(خطبہ جمعہ 28 جنوری 2011ء)

از ابن قدسی

احادیث کی روشنی میں تصورِ جہاد

موجودہ زمانے میں جہاد کے تصور نے ایک خاص شکل اختیار کر لی ہے جس کی بنا پر ایک طرف اسلامی تعلیمات کو غلط صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اصل جہاد نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ جہاد کا نام آتے ہی تیر و تلوار کی شکلیں یا موجودہ زمانے میں بم اور بارود ذہن میں آتا ہے جس سے خوف کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ محبت، الفت اور نرمی کا احساس تو دور دور تک نظر نہیں آتا۔

اگر جہاد کے لفظ پر ہی غور کر لیا جائے تو ایک ایسی حقیقت آشکار ہوتی ہے جس کے بغیر کسی بھی میدان میں کامیابی ممکن نہیں۔ جہاد کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جہاد۔ جہد سے مشتق ہے اور جہد کے معانی ہیں مشقت برداشت کرنا اور جہاد کے معنی ہیں کسی کام کے کرنے میں پوری طرح کوشش کرنا اور کسی قسم کی کمی نہ کرنا۔ (تاج العروس)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب لکھتے ہیں: ”جہاد کے معنی عموماً قتال اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر مفہوم کی یہ تنگی قطعاً غلط ہے لغت میں اس کے معنی محنت اور کوشش کے ہیں“ (سیرۃ النبی جلد ۵ صفحہ ۱۲ طبع اول۔ دار الاشاعت کراچی نمبر ۱)

جہاد کے مفہوم میں تنگی پیدا کرنے والے احادیث کا وسیع تر مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر احادیث کا ہی مطالعہ کیا جائے تو جہاد کا وسیع تر مفہوم اس طرح واضح ہوتا ہے کہ جہاد مالوں، جانوں اور زبانوں سے ہوتا ہے نفسانی خواہشات کو کوشش کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کرنا اکبر اور افضل جہاد ہے۔ دنیاوی نفس کو زیر کر کے اللہ تعالیٰ کے زیر نگیں کرنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ والدین کی خدمت جہاد ہے۔ یہاں تک ذکر ہے کہ اگر والدین جہاد بالسیف کی اجازت نہ دیں تو گھر سے بھی نہیں نکلنا چاہیے۔ حج مبرور بھی جہاد ہے۔

اگر جہاد کا مطلب تلوار اٹھانا ہی ہوتا تو احادیث میں دوسرے کسی اور قسم کے جہاد کا ذکر نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جب یہ فرمایا کہ اکبر جہاد یا افضل جہاد تو اس کا مطلب ہے کوئی اصغر یعنی چھوٹا بھی ہے جس سے بڑا کسی کو قرار دیا جا رہا ہے یا افضل کہا تو اس سے مراد ہے کوئی ادنیٰ بھی ہے جس سے افضل قرار دیا جا رہا ہے۔

یہ فضیلت مقابلۃً بیان ہوئی ہے۔ افضل میں جو خصوصیات اور فوائد ہیں وہ ادنیٰ میں نہیں ہیں اسی لیے تو وہ افضل اور اعلیٰ ہوا اور ان خصوصیات کے نہ ہونے سے دوسرا ادنیٰ اور کمتر ہوا۔ مومن کی فراست تو یہی کہتی ہے کہ اعلیٰ اور افضل کا انتخاب کیا جائے۔ ہاں کسی مجبوری سے ادنیٰ کا انتخاب کرنا پڑا تو مجبوری ختم ہونے پر افضل اور اعلیٰ کو ہی اختیار کرنا چاہیے۔

احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں تو جہاد کی صورت کچھ اس طرح نظر آتی ہے۔

اگر جہاد صرف تلوار کا ہوتا تو مشرکین کے ساتھ مال اور زبان سے جہاد کا ذکر کیوں ہے؟

مال اور زبان کا جہاد

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب کراہیۃ ترک الغزو حدیث 2504)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مشرکین سے اپنے اموال اور اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

سب سے افضل انسان جان اور مال سے جہاد کرنے والا

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ. قَالُوا ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ۔

(صحیح بخاری کتاب الجهاد والسیر باب افضل الناس مومن مجاهد بنفسه و ماله حدیث 2786)

زہری روایت کرتے ہیں کہ مجھے عطاء بن یزید لیثی نے بتایا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے انہیں بتایا کہ کسی نے کہا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سے کون افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہو۔ لوگوں نے کہا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: وہ مومن جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کو اپنی سپر بنائے بیٹھا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔

اس حدیث میں تلوار کی بجائے جان اور مال کے ذریعہ جہاد کرنے والے کو لوگوں میں افضل انسان قرار دیا گیا ہے۔ مال اور جان انسان کو سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔ جو مومن ان دونوں چیزوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات اور مال کو اللہ کی رضا کی خاطر قربان کرتا ہے وہ سب سے افضل انسان ہے۔ اگر جہاد صرف تلوار کا ہوتا تو نفس اور مال کا جہاد کرنے والا افضل انسان نہ ہوتا۔

پھر رسول کریم ﷺ نے تلوار کے جہاد کو اصغر یعنی سب سے چھوٹا جہاد اور اس کے علاوہ جہاد کو جہاد اکبر یعنی بڑا جہاد بیان فرمایا ہے۔

جہاد اکبر

قَالَ ﷺ وَ قَدْ رَجَعَ مِنْ غَزَاةٍ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ۔ (رد المختار علی الدر المختار جلد 3 صفحہ 237 کتاب الجهاد مطلب فی فضل الجهاد۔ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان۔ طبع دوم 1404ھ)

رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ سے واپس آتے ہوئے فرمایا ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مومن، مسلمان، مجاہد اور مہاجر کی حقیقت واضح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ

حَدَّثَنِي فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَ الذُّنُوبَ۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 10 صفحہ 1019 مسند فضالہ بن عبید الانصاری حدیث 24458 عالم الکتب بیروت 1998ء)

فضالہ بن عبید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا کیا میں تمہیں مومن کے بارے میں نہ بتاؤں۔ (مومن وہ ہے) جسے لوگ اپنے اموال اور اپنی جانوں پر امین بنائیں اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مجاہد وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے اپنے نفس سے جہاد کیا اور مہاجر وہ جس نے (اپنی) خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑا۔

حقیقی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مجبور کرے نفسانی خواہشات کا گلا کاٹ دے اور نفس کی ہر تمنا کو اللہ کے حضور جھکا دے

نفس کے خلاف لڑنا افضل جہاد ہے

دوسری جگہ نفس کے خلاف لڑنے کو افضل جہاد کہا گیا۔

أَفْضَلُ الْجِهَادِ أَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ وَهَوَاكَ فِي ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى۔

(کنز العمال جلد 2 جزء 4 صفحہ 185 کتاب الجهاد/ فی قسم الاقوال الباب السادس ”الجهاد الاکبر من الاکمال“ حدیث 11261 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء طبع دوم)

افضل جہاد یہ ہے کہ تو اپنے نفس اور اس کی خواہشات کے خلاف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے لڑے۔

اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہاد اکبر ہے

”قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ“

(کنز العمال جلد 2 جزء 4 صفحہ 84 کتاب الجهاد فی قسم الاقوال الباب السادس ”الجهاد الاکبر“ من الاکمال حدیث 11260 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء طبع دوم)

تمہارا آنا کیا ہی اچھا آنا ہے۔ تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے ہو (اور وہ) بندے کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

نفس کو قابو میں رکھنا بھی جہاد ہے

(انس بن مالک) لَيْسَ الْجِهَادُ أَنْ يَضْرِبَ (رَجُلٌ) بِسَيْفِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، إِنَّمَا الْجِهَادُ مَنْ عَالَ وَالِدَيْهِ وَ عَالَ وَلَدَهُ فَهُوَ فِي جِهَادٍ وَ مَنْ عَالَ نَفْسَهُ فَكَفَّهَا عَنِ النَّاسِ فَهُوَ فِي جِهَادٍ۔

(فردوس الاخبار لدیلمی جز 3 صفحہ 448 باب اللام حدیث 5266 دار الفکر بیروت 1997ء)

(حضرت انس بن مالکؓ) جہاد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنی تلوار سے اللہ کے راستہ میں (گردنیں) مارے۔ جہاد یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کی اور اپنی

اولاد کی دیکھ بھال کرے (اگر وہ ایسا کرتا ہے تو) وہ جہاد (کی حالت) میں ہے اور جو شخص اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور اس کی (ایذا) سے لوگوں سے روکے رکھتا ہے تو وہ بھی جہاد میں ہے۔

مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ۔

(سنن ترمذی کتاب الجھاد باب ماجاء فی فضل من مات مرابطا حدیث 1621

(فضالہ بیان کرتے ہیں کہ) مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے۔

کلمۂ حق کہنا افضل جہاد

موقع اور محل پر ضرورت کے وقت زبان سے کلمۂ حق کی ادائیگی ہی افضل جہاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ عَدْلٍ عِنْدَ ذِیْ سُلْطَانٍ جَاءِرٍ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر حدیث 4011)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کرنا ہے۔

ظالم حکمران کے سامنے حق بات زبان سے کہنا افضل جہاد قرار دیا گیا۔

حج مبرور افضل جہاد

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَرَی الْجِھَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاھِدُ؟ قَالَ لٰکِنَّ اَفْضَلُ الْجِھَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔

(صحیح بخاری کتاب الجھاد والسیر باب فضل الجھاد والسیر حدیث 2784)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! ہم جہاد کو تمام اعمال سے افضل سمجھتے ہیں تو کیا ہم بھی جہاد نہ کریں؟ آپؐ نے فرمایا: لیکن افضل جہاد وہ حج بھی ہے جو سراسر نیکی پر مبنی ہو۔

والدین کی خدمت جہاد ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَسْتَاْذِنُہٗ فِی الْجِھَادِ فَقَالَ اَلَکَ وَالِدَانِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْھِمَا فَجَاھِدْ ۔

(سنن ترمذی کتاب الجھاد باب ماجاء فیمن خرج فی الغزو وترک ابویہ حدیث 1671)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جہاد کرنے کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تیرے والدین ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا ان دونوں میں جہاد کر۔

اپنے والدین اور اولاد کی کفالت بھی جہاد ہے

(انس بن مالک) لَیْسَ الْجِھَادُ اَنْ یَضْرِبَ (رَجُلٌ) بِسَیْفِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اِنَّمَا الْجِھَادُ مَنْ عَالَ وَالِدَیْہِ وَ عَالَ وَلَدَہٗ فَھُوَ فِیْ جِھَادٍ وَ مَنْ عَالَ نَفْسَہٗ فَکَفَّھَا عَنِ النَّاسِ فَھُوَ فِیْ جِھَادٍ۔ (فردوس الاخبار لدیلمی جز 2 صفحہ 210 باب اللام حدیث 5226 دار الفکر بیروت 1997ء)

(حضرت انس بن مالکؓ) جہاد یہ نہیں ہے کہ آدمی اپنی تلوار سے اللہ کے راستہ میں (گردنیں) مارے۔ جہاد یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کی اور اپنے اولاد کی دیکھ بھال کرے (اگر وہ ایسا کرتا ہے تو) وہ جہاد (کی حالت) میں ہے اور جو شخص اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور اس کی (ایذا) سے لوگوں سے روکے رکھتا ہے تو وہ بھی جہاد میں ہے۔

والدین کی اجازت کے بغیر جہاد پر نہ نکلو

جہاد بالسیف پر جانا والدین کی اجازت سے مشروط ہے۔

اِذَا کَانَ الْجِھَادُ عَلَی بَابِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَخْرُجَ اِلَّا بِاِذْنِ اَبَوَیْہِ۔ (کنزالعمال جلد 2 جزء 4 صفحہ 152 کتاب الجھاد/قسم الاقوال۔ الفرع الثالث فی آداب متفرقۃ حدیث 10874 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء طبع دوم)

جب تمہارے گھر کے سامنے بھی جہاد ہو رہا ہو تب بھی اپنے والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ نکلو۔

والدین اگر جہاد کی اجازت نہ دیں تو ان سے نیکی کرنا جہاد ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلًا ھَاجَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْیَمَنِ فَقَالَ: ھَلْ لَکَ اَحَدٌ بِالْیَمَنِ؟ فَقَالَ: اَبَوَایَ۔ فَقَالَ اَذِنَا لَکَ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: اِرْجِعْ اِلَیْھِمَا فَاسْتَاْذِنْھُمَا، فَاِنْ اَذِنَا لَکَ فَجَاھِدْ وَ اِلَّا فَبَرَّھُمَا۔

(سنن ابو داوٗد کتاب الجھاد باب فی الرجل یغزو وابواہ کارھان حدیث 2530)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ کیا یمن میں تیرا کوئی ہے؟ اس نے کہا ماں باپ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا انہوں نے تجھ کو اجازت دے دی تھی۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ان دونوں کے پاس لوٹ جاؤ اور ان سے اجازت مانگو۔ اگر وہ دونوں تجھے اجازت دے دیں تو جہاد کر ورنہ ان کے ساتھ نیکی (کا سلوک) کر۔

رسول کریم ﷺ نے جہاد بالسیف کی اجازت نہیں دی بلکہ والدہ کی خدمت کو ہی جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا۔

والدہ کی خدمت ہی جہاد ہے

عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ جَاھِمَۃَ السَّلَمِیِّ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اَرَدْتُ الْجِھَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ بِذَالِکَ وَجْہَ اللّٰہِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَ وَیْحَکَ اَحَیَّۃٌ اُمُّکَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِرْجِعْ فَبَرَّھَا۔ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ مِنَ الْجَانِبِ الْاٰخَرِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اَرَدْتُ الْجِھَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ بِذَالِکَ وَجْہَ اللّٰہِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَ وَیْحَکَ اَحَیَّۃٌ اُمُّکَ؟ قُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَارْجِعْ اِلَیْھَا فَبَرَّھَا ثُمَّ اَتَیْتُہٗ مِنْ اَمَامِہٖ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اَرَدْتُ الْجِھَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ بِذَالِکَ وَجْہَ اللّٰہِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَ وَیْحَکَ اَحَیَّۃٌ اُمُّکَ؟ قُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَیْحَکَ اِلْزَمْ رِجْلَھَا فَثَمَّ الْجَنَّۃُ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجھاد باب الرجل یغزو ولہ ابوان حدیث 2781)

معاویہ بن جاہمہ سلمی کہتے ہیں مَیں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں اور اس سے اللہ کی رضا اور اور آخرت کے گھر کا متلاشی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ مَیں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اور جا کر اس سے نیک سلوک کرو۔ مَیں پھر دوسری جانب سے آیا اور کہا کہ یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں اور اس سے اللہ کی رضا اور اور آخرت کے گھر کا متلاشی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ مَیں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اور جا کر اس سے نیک سلوک کرو۔ پھر مَیں آپؐ کے سامنے سے آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا چاہتا ہوں اور اس سے اللہ کی رضا اور اور آخرت کے گھر کا متلاشی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ مَیں نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسول۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اور جا کر اس کی ٹانگ سے چپکے رہو۔ وہاں ہی جنت ہے۔

والدین کی خدمت جہاد ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتَی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ جِئْتُ اُرِیْدُ الْجِھَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ بِذَالِکَ وَجْہَ اللّٰہِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَقَدْ اَتَیْتُ وَاِنَّ وَالِدَیَّ لَیَبْکِیَانِ قَالَ فَارْجِعْ اِلَیْھِمَا فَاَضْحِکْھُمَا کَمَا اَبْکَیْتَھُمَا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجھاد باب الرجل یغزو ولہ ابوان حدیث 2782)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہؐ! مَیں آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کے ارادہ سے آیا ہوں اور مَیں اس سے اللہ کی رضا اور آخرت کے گھر کا متلاشی ہوں۔ اور مَیں آپؐ کے پاس اس حالت میں آیا ہوں کہ میرے والدین رو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: جس طرح ان کو روتا چھوڑ کر آیا ہے ان دونوں کے پاس جا کر ان کو ہنسا۔

اگر تلوار کا جہاد ہی مقصود بالذات ہوتا اور اشاعت اسلام کے لیے ضروری ہوتا تو کبھی رسول کریم ﷺ اس بات کی نصیحت نہ کرتے کہ دشمن سے مڈبھیڑ کی خواہش نہ رکھو۔

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاصْبِرُوا۔

(صحیح مسلم کتاب الجھاد والسیر باب کراھۃ تمنی لقاء العدو حدیث 4541)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم دشمن سے مڈبھیڑ کی خواہش نہ رکھو لیکن جب تم ان سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔

عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ مَوْلَی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ، وَکَانَ کَاتِبًا لَہٗ قَالَ: کَتَبَ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَقَرَاْتُہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِہِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْھَا، اِنْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ خَطِیْبًا قَالَ: اَیُّھَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَ سَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاصْبِرُوْا وَ اعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَ مُجْرِیَ السَّحَابِ وَ ھَازِمَ الْاَحْزَابِ اِھْزِمْھُمْ وَ انْصُرْنَا عَلَیْھِمْ۔

(صحیح بخاری کتاب الجھاد والسیر باب کان النبی ﷺ اذا لم یقاتل اول النھار اخر القتال حدیث 2965-2966)

سالم بن نضر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے عمر بن عبید اللہ کو

خط لکھا۔ مَیں نے اس کو پڑھا (اس میں تھا) کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن سے مڈبھیڑ کے دوران ایک دن سورج کے ڈھلنے کا انتظار کیا، پھر آپ خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو تم دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کیا کرو اور اللہ سے عافیت مانگا کرو اور جب تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے اور بادلوں کو چلانے والے! اور اے گروہوں کو ہزیمت دینے والے! ان کو شکست سے دوچار کر اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

جہاد بالسیف کے لیے روانہ ہونے والے لشکر کو نصائح

ان نصائح سے جہاد بالسیف کا حقیقی مقصود واضح ہوتا ہے۔ اس زمانے میں عرب میں رائج نظام یہی تھا کہ قیام امن، خود حفاظتی، دفع اور ظالم کو ظلم سے روکنا یہ سب خود ہی کرنے ہیں۔ قبائل اسی طرح اپنے وجود کو قائم رکھے ہوئے تھے۔ لیکن موجودہ زمانے میں یہ سب امور حکومتوں نے اپنے ذمہ لیے ہوئے ہیں۔

رسول کریم ﷺ جب کسی لشکر کو روانہ فرماتے تھے تو اسے جو نصائح بیان فرماتے ان سے اس زمانے کے جہاد بالسیف کی حقیقی غرض واضح ہوتی۔ آپؐ فرماتے تھے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ بَعْثًا قَالَ تَاَلَّفُوا النَّاسَ وَتَاَوَّبُوْهُمْ وَلَا تُغِيْرُوْا عَلَيْهِمْ حَتّٰى تَدْعُوْهُمْ مَا عَلَى الْاَرْضِ اَهْلَ بَيْتٍ مِنْ وَبَرٍ وَلَا مَدَرٍ اِلَّا يَاْتُوْنِيْ كُلُّهُمْ مُسْلِمِيْنَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَاْتُوْنِيْ بِنِسَآئِهِمْ وَاَبْنَآئِهِمْ وَتَقْتُلُوْا رِجَالَهُمْ۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر جزء 36 صفحہ 311 "عبد الرحمان بن عائذ"۔ دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

عبد الرحمان بن عائذ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی لشکر بھیجتے تو فرماتے کہ لوگوں کی تالیف قلب کرو اور ان کو توبہ کی تلقین کرو اور اسلام کی دعوت دیئے بغیر ان پر چڑھائی نہ کر دو۔ سطح زمین پر بسنے والوں میں سے جو خیموں میں رہتے ہیں یا اینٹ گارے کے مکانوں میں رہتے ہیں ان سب کو تمہارا مسلمان ہونے کی حالت میں لے کر آنا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ تم ان کے مردوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں اور بچوں کو میرے پاس لے آؤ۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ الْفِزْرِ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ انْطَلِقُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلاً وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً وَلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَآئِمَكُمْ وَأَصْلِحُوْا وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی دعاء المشرکین حدیث 2614)

خالد بن فِزر روایت کرتے ہیں کہ مجھے انس بن مالکؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر چلو اور اللہ کی مدد کے ساتھ اور رسول اللہ کے دین پر رہتے ہوئے نکلو۔ کسی بوڑھے کو نہ مارنا اور نہ بچے اور نہ چھوٹے لڑکے کو اور نہ کسی عورت کو قتل کرو اور تم خیانت نہ کرنا اور غنیمتوں کے مال کو جمع کرنا اور صلح کرنا اور احسان کا سلوک فرمانا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ محسنوں کو پسند فرماتا ہے۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ فَقَالَ سِيْرُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب وصیۃ الامام حدیث 2857)

صفوان بن عَسّال روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ کے لئے بھیجتے ہوئے فرمایا: اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ کے راستے میں چلو۔ جو اللہ کا انکار کرے اس سے قتال کرو اور مُثلہ نہ کرنا اور (عہدوں میں) غداری نہ کرنا اور نہ ہی کسی بچے کو قتل کرنا۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍؓ الصِّدِّيقَ بَعَثَ جُيُوْشًا إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَمْشِيْ مَعَ يَزِيْدَ بْنِ أَبِى سُفْيَانَ وَكَانَ أَمِيْرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْاَرْبَاعِ فَزَعَمُوْا أَنَّ يَزِيْدَ قَالَ لِاَبِى بَكْرٍ إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ إِنِّى أَحْتَسِبُ خُطَاىَ هَذِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوْا أَنَّهُمْ حَبَّسُوْا أَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ فَذَرْهُمْ وَمَا زَعَمُوْا أَنَّهُمْ حَبَّسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهُ.......... وَ إِنِّى مُوصِيْكَ بِعَشْرٍ لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ وَلَا تَحْرِقَنَّ نَحْلًا وَلَا تُغَرِّقَنَّهُ وَلَا تَغْلُلْ وَلَا تَجْبُنْ۔

(مؤطا امام مالک کتاب الجہاد باب النھی عن قتل النساء و الولدان فی الغزو حدیث 982)

یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ لشکر کو شام بھجوانے لگے تو آپؓ یزید بن ابی سفیان کے ساتھ ساتھ چلتے لگے۔ اور وہ ان چار لشکروں میں سے ایک لشکر کے امیر تھے۔ یزید نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں یا مَیں بھی نیچے اتر آؤں گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ نہ تو تُو سواری سے نیچے اترے گا اور نہ ہی مَیں سوار ہوں گا۔ مَیں اپنے قدموں کو اللہ کے راستہ میں شمار کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے یزید سے فرمایا: تو یقیناً ایسے لوگوں کو بھی پائے گا جو یہ گمان کرتے ہوں گے کہ انہوں نے اپنے نفوس کو اللہ کے لئے روکے رکھا ہوا ہے پس تُو ان کو اور ان کے اس گمان کو کہ انہوں نے اللہ کے لئے اپنے آپ کو روکا ہوا ہے چھوڑ دے۔.......... اور مَیں تجھے دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ کسی عورت کو اور نہ کسی بچے کو، نہ ہی کسی بوڑھے کو قتل کرنا۔ اور نہ ہی باثمر درختوں کو کاٹنا۔ اور آبادیوں کو ویران نہ کرنا اور کسی بکری اور اونٹ کو خوراک کے علاوہ ذبح نہ کرنا۔ کھجور کے باغات کو مت جلانا اور نہ ہی اس کو پانی میں ڈبو دینا۔ خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔

اس زمانے میں قبائل ایک دوسرے کے ساتھ جنگ اور لڑائی کرتے ہوئے کوئی لحاظ نہیں رکھتے تھے۔ اخلاقی قدروں کا تو دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں تھا اس ماحول میں اسلام کو مجبوراً تلوار اٹھانی پڑی تو اس میں بھی غرض ظالم کو روکنا اور سزا دینا تھا اور امن قائم کرنا تھا۔ اخلاقی قدروں کی پاسداری کرنا تھا۔ اس لیے کسی قسم کی تخریب کاری سے منع کیا گیا اور قتال کی بجائے مسلمان بنانا زیادہ پسندیدہ عمل تھا۔

جہاد کی چار اقسام

(علی بن ابی طالب) اَلْجِهَادُ اَرْبَعٌ: اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ النَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ الصِّدْقُ فِيْ مَوَاطِنِ الصَّبْرِ، وَ شَنَآنُ الْفَاسِقِ۔ فَمَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ شَدَّ عَضُدَ الْمُؤْمِنِ، وَ مَنْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ اَرْغَمَ اَنْفَ الْفَاسِقِ، وَ مَنْ صَدَّقَ (فِيْ مَوَاطِنِ) الصَّبْرِ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ۔ (فردوس الاخبار لدیلمی جز 1 صفحہ 336 باب الجیم حدیث 2462 دار الفکر بیروت 1997ء)

(علی بن ابی طالبؓ) جہاد چار قسم کا ہے۔ معروف باتوں کا حکم دینا اور ناپسندیدہ باتوں سے روکنا اور صبر کے موقعوں پر سچ بولنا اور فاسق سے عداوت رکھنا۔ پس جس نے معروف باتوں کا حکم دیا اس نے مومن کے بازو کو مضبوط کیا اور جس نے ناپسندیدہ باتوں سے روکا اس نے فاسق کی ناک کو مٹی میں ملایا اور جس نے صبر کے موقعوں پر سچ بولا تو اس نے وہ ادا کر دیا جو اس پر تھا۔

اسلام کے پھیل جانے کے بعد قتال کی ضرورت نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا جَآءَهُ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا اِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ لَّا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ؟ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا اُقَاتِلُ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اِلٰى آخِرِهَا قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ كَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهِ اِمَّا يَقْتُلُوْهُ وَاِمَّا يُوْثِقُوْهُ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ،

(صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الانفال باب وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ حدیث 4650)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد الرحمان! کیا آپ نہیں سنتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے "وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا" (الحجرات: 9) اگر مومنین میں سے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں (آیت کے اخیر تک)۔ پس آپؓ کو کس چیز نے منع کیا ہے کہ آپ لڑائی نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہوا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! مَیں اس آیت کے حکم کی تاویل کر کے نہ لڑوں یہ بات مجھے اس بات کی نسبت زیادہ پسند ہے کہ مَیں آیت کریمہ وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا (النساء: 94) کی تاویل کروں۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ حکم دیتا ہے وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: یہ تو ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کر چکے ہیں۔ جب اسلام قلیل تھا اور آدمی کو اس کے دین کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا جاتا تھا۔ وہ چاہتے تو اسے مار ڈالتے یا چاہتے تو قید کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا اور فتنہ باقی نہ رہا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے واضح فرما دیا کہ کمزوری کے زمانے میں اسلام کو تلوار کی ضرورت پیش آئی تھی لیکن پھر فتنہ نہیں رہا اور اسلام کے پھیل جانے کے بعد وہ آزمائش جو کمزوری کی وجہ سے تھی، باقی نہیں رہی۔ اب فتنہ نہیں رہا اس لیے اب قتال کی ضرورت نہیں۔

مبارک احمد طاہر

میرے پیارے ہم نام دوست مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کی یاد میں

17اور18 فروری2021ء کی درمیانی رات سوا ایک بجے ڈاکٹر محمد فیصل راجا صاحب سینئر میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ نے محترم مبارک احمد طاہر صاحب (مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ) کی افسوس ناک رحلت کی اطلاع دی۔ انااللہ وانا الیہ راجعون۔ اس اچانک خبر سے دکھ ہوا اور اس کے بعد خاکسار فجر تک سو نہ سکا۔ اور گذشتہ پچاس سال کے تعلقات کی ایک فلم ذہن میں چلتی رہی۔

چونکہ موصوف میرے ہم نام تھے اسلئے ان کے ساتھ بہت سے مغالطے پیدا ہوتے رہے اور خوبصورت یادوں کا یہ سلسلہ گذشتہ نصف صدی پر محیط ہے۔

اگرچہ ربوہ میں دو (2)اورمبارک طاہر بھی ہیں۔

1۔مکرم مبارک احمد طاہر صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر تحریک جدید

2۔مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سابق صدر محلہ دارالبرکات

لیکن جماعتی حلقوں میں مشیر قانونی صاحب اور خاکسار کا نام آپس میں گڈ مڈ ہوتا رہا۔ اور خوشگوار حادثوں اور مزاح کا باعث بنتا رہا۔

جب موصوف وقف زندگی کے بعد ربوہ آگئے تو ہم نام ہونے کی وجہ سے جلد ہی پہلے تعارف پھر دوستی اور بعد میں گہرا تعلق قائم ہوگیا جو آخر وقت تک نبھانے کی توفیق ملی۔

اس سلسلہ میں چند دلچسپ واقعات آج کے اس مضمون میں پیش کر رہا ہوں۔

(1) یہ اس زمانہ کی بات ہے جب ہمارے فیکٹری ایریا ربوہ والے مکان کی باہر کی دیوار کچی اور مٹی کی بنی ہوئی تھی۔ میرے والد مولانا محمد منور صاحب مبلغ مشرقی ومغربی افریقہ وفلسطین اس وقت کینیا میں تھے کہ ایک روز سخت بارش برسی اور ہماری کچی دیوار گر گئی۔ خاکسار اپنی والدہ، دادی جان، ہمشیرہ عزیزہ امتہ النور طاہرہ کے ساتھ اس گھر میں رہتا تھا اور والد صاحب کی غیر حاضری میں چھوٹی عمر میں ہی گھر کا سربراہ بن گیا تھا۔

گھر کا پردہ گرجانے سے فکر ہوئی۔ دفتر امانت تحریک جدید گیا۔سوچا کہ جس قدر رقم ہوگی نکلوا کر دیوار بنوالوں گا۔ میرے اندازہ کے مطابق 20روپے سے زیادہ رقم نہ تھی۔ لیکن جب دریافت کیا تو 200روپے سے زیادہ رقم موجود تھی۔ بڑا خوش ہوا۔ رقم نکلوالی اور پٹھانوں کے ذریعے دیوار دوبارہ استوار کروالی

لیکن کچھ دنوں بعد دفتر کا خط آ گیا کہ آپ کے اکاؤنٹ میں غلطی سے دوسرے مبارک طاہر صاحب کا الاؤنس جمع ہوگیا تھا۔ لہٰذا رقم واپس کر دیں۔ تنگ دستی کا زمانہ تھا خاکسار نے بصد ادب قسطوں میں رقم واپس کر دی۔ اور مبارک طاہر صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

یہ تائید الٰہی کا ایک یادگار واقعہ ہے کہ میدان عمل میں مصروف خدمت واقف زندگی کے گھر کی خواتین کا پردہ قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رقم بھجوادی جو بعد میں شکریہ کے ساتھ واپس کر دی گئی۔

نام کے مغالطہ کا یہ پہلا شیریں ثمر تھا جو مجھے حاصل ہوا۔

(2) جن دنوں میں مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مرحوم یوگنڈا سے واپس آئے تھے تو ان دنوں خاکسار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے اپنے مستقبل کے لاحۂ عمل کے لئے راہنمائی کی خاطر حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک ملاقات میں فرمایا کہ ایم اے کرلو۔تمہارا ہم نام مبارک طاہر واپس آ گیا ہے۔ مَیں تمہیں وہاں بھجوادوں گا۔ چنانچہ خاکسار نے ایم اے اسلامیات کرلیا۔ بعد میں مجھے سیرالیون بھجوادیا گیا۔ جہاں 15سال (1975تا1990) خدمت کی توفیق ملی۔

(3) ایک مرتبہ ایساہوا کہ یمن سے ایک مربی سلسلہ دوست نے ربوہ آنے والے ایک صاحب کے ذریعہ میرے لئے ’کاجو‘ بھجوائے۔ لانے والے کا مجھ سے تعارف نہیں تھا اور وہ مشیر قانونی کے دفتر جاکر انہیں دے آیا۔

مبارک طاہر صاحب کافون آیا کہ تمہارے نام کے ’’کاجو‘‘ مجھے پہنچ گئے ہیں۔ کسی طریقہ سے منگوالو۔ خاکسار نے عرض کیا یہ آپ کی قسمت کے معلوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ رکھ لیں۔ اور مرحوم نے میری درخواست خوشی سے قبول کرلی۔

(4) ہمارے والد صاحب کی وفات کے بعد ہمارے فیکٹری ایریا ربوہ والے مکان کی فروخت کا اعلان خاکسار نے روزنامہ اخبار ’’الفضل‘‘ ربوہ میں دیا تو ایک دوست موصوف کے پاس چلے گئے۔ بعد میں موصوف مجھے ملے اور کہا تمہارے مکان کا ایک گاہک آیا تھا اور مَیں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ ’’جاءو جاکر مفت لے لو‘‘۔ خاکسار نے مسکرا کر عرض کیا کہ یہ مغالطہ ساری زندگی رہے گا۔ جو ہماری خوشی کا باعث بنتا رہے گا۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ جب کبھی میرا کسی سے پہلی مرتبہ تعارف ہوتا۔ مَیں اپنا نام مبارک طاہر بتاتا تو وہ مجھ سے فوراً سوال کرتا ’’مشیر قانونی‘‘، خاکسار عرض کرتا نہیں۔ ’’غیر قانونی‘‘ اس طرح مسکرانے کا ماحول بن جاتا اور فضا خوشگوار ہوجاتی۔بعض چاہنے والوں نے مشورہ دیا کہ تم مبارک طاہر ’’ثانی‘‘ بن جاؤ۔ مَیں انہیں ہمیشہ کہتا کہ نہیں ’’ثانی‘‘ پہلے وفات پا جاتا ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جماعت کے معروف خادم سلسلہ مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب تھے (جو مجلس نصرت جہاں کے پہلے سیکرٹری مقرر ہوئے تھی۔ ان کے بعد اب خاکسار چھٹا سیکرٹری ہے۔)۔ ان کے بعد ایک اور مربی سلسلہ محمد اسماعیل منیر صاحب میدان عمل میں آئے تو انہوں نے فرق قائم کرنے کی خاطر اپنے نام کے ساتھ ’’ثانی‘‘ کا لفظ لگالیا اور وہ بڑے اسماعیل منیر صاحب سے بہت پہلے وفات پا گئے۔ اس لئے مَیں ’’ثانی‘‘ کے لفظ سے احتیاط کرتا رہا۔ ’’قانونی‘‘ اور ’’غیر قانونی‘‘ کی پہچان زیادہ آسانی سے سمجھ آجانے والی ہے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ ہم دونوں کے ناموں کے علاوہ آگے ہمارے بچوں میں بھی مشترکہ نام ہیں۔مرحوم کی ایک بیٹی کا نام عابدہ ہے۔ ہماری بڑی بیٹی بھی عابدہ صدیقہ ہے جو امریکہ میں مقیم ہے۔مبارک طاہر صاحب کی ایک بیٹی کا نام فائزہ ہے اور ہماری سب سے بڑی نواسی کا نام فائزہ ہے۔عزیزہ آج کل اپنے خاوند کے پاس جرمنی میں مقیم ہے۔اس فائزہ کی پیدائش Nana Maker سے خاکسار نانا بنا۔ اور میں نے اس کا نام رکھا ہوا تھا۔

مکرم مبارک طاہر صاحب مرحوم کی ایک بیٹی فائزہ اور داماد مکرم ڈاکٹر نوید احمد صاحب ارائیں وقف زندگی ہیں اور گذشتہ (14)چودہ سال سے احمدیہ ہسپتال بانجل، گیمبیا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2009ء میں جب خاکسار کو سیرالیون، لائبیریا اور گیمبیا کے دورہ پر بھجوایا تو گیمبیا میں میرا ہفتہ بھر قیام مکرم ڈاکٹر نوید احمد صاحب کے ہاں رہا۔ ان کی اہلیہ فائزہ نے اس لئے میرا بہت زیادہ خیال رکھا کہ میں ان کے بزرگ والد محترم کا ہم نام ہوں۔ میرے قیام، طعام اور دیگر ضروریات کا حد درجہ خیال رکھا اور اپنے والد کے ہم مرتبہ سمجھ کر میری دیکھ بھال کی۔حتیٰ کہ گھر پر تیار کر کے گلاب جامن بھی کھلائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

مبارک طاہر صاحب کے شادی کارڈ اور گندم کی بوریاں بھی میرے نام آجاتی تھیں۔ اور فرحت کا باعث بنتی تھیں جو یقیناً واپس بھجوادی جاتیں۔

بیٹی فائزہ اور داماد نوید کے وقف کے بعد ہم دونوں کا دوستانہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہوگیا اور بچوں کی خیریت معلوم کرنے وہ گاہے بگاہے ہمارے دفتر بھی تشریف لاتے۔

آتے ہی کہتے مبارک طاہر صاحب کیا حال ہے اور میں کہتا مبارک طاہر صاحب میں ٹھیک ہوں اور پھر قہقہوں کا تبادلہ ہوتا۔

مختصر یہ کہ جانے والے پیارے وجود مبارک طاہر صاحب سے پچاس سالہ دوستانہ تعلق بہت خوشگوار رہا۔موصوف ہمیشہ مسکرا کر ملتے، محبت سے حال احوال پوچھتے اور دعائیں دیتے۔ آپ دوستوں کے دوست اور یاروں کے یار تھے۔ تعلقات بنانا اور نبھانا جانتے تھے۔

غریب پروری، دلی ہمدردی، سادہ مزاج، عاجزانہ انداز اور فدایت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ خلافت پر دل وجان سے قربان تھے۔ اور عین خدمت کے دوران خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

موصوف کی وفات سے چند ماہ پہلے ان سے دوستی کا تعلق باہمی رشتہ داری میں بھی تبدیل ہوگیا جس کا قصہ یوں ہے کہ دفاتر تحریک جدید کے کمپیوٹر سیکشن میں خدمت بجالانے والے ایک مخلص کارکن مکرم منصور احمد صاحب کے بیٹے کا رشتہ ہماری نواسی فائزہ سے ہوا ہے۔ جو شادی کے بعد جرمنی اپنے خاوند کے پاس جاچکی ہے۔ اور عزیزم منصور صاحب کی بیٹی ایمن کا رشتہ مبارک طاہر صاحب مرحوم کے نواسے عزیز روحان احمد سے طے پایا ہے جو اس وقت جامعہ احمدیہ گھانا میں زیر تعلیم ہے اور عنقریب میدان عمل میں اتر جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ عزیزم مکرم منصور احمد صاحب نے ایک مبارک طاہر کی نواسی اور دوسرے مبارک طاہر صاحب کے نواسے کا رشتہ لے کر ہم دونوں مبارکوں کو جوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے یہ تعلق ایک نسل سے دوسری نسل تک چلتا رہے اور خوشیوں بھری زندگی نصیب ہو۔

جانے والے پیارے دوست اور بھائی سے پہلے ذاتی تعارف ہوا۔ پھر بیٹی فائزہ اور داماد نوید کے گیمبیا جانے سے جماعتی طور پر یہ تعلق مضبوط ہوا اور پھر عزیزم منصور احمد صاحب کی برکت سے یہ تعلق رشتہ داری میں تبدیل ہوگیا۔

حضرت مسیح موعود کے تشریف لانے پر نئی رشتہ داریاں اور برادریاں قائم کرنے کا جو مقدس سلسلہ شروع ہوا ہے ہماری تمام رشتہ داریاں اس سلسلہ کی کڑی ہیں۔ جو ہماری نسلوں کی پاکیزہ اور خوشگوار تربیت کی بنیاد ہیں

خیال تھا کہ ہمارے ناموں کی مماثلت کی وجہ سے یہ خوشگوار ماحول زندگی بھر قائم رہے گا اور یقیناً ایسا ہی ہوا لیکن اب تازہ خبر یہ ہے کہ مرحوم کے چلے جانے کے بعد بھی یہ غلط فہمیاں قائم ہیں۔جس روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں مرحوم مبارک طاہر صاحب کا ذکر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھائی اسی دن نماز جمعہ کے بعد خاکسار نے ایک دوست مکرم عطاء البصیر فیصل کے ہاتھ صدقہ بکرا کی رقم دارالضیافت بھجوائی تو رسید بنانے والے کارکن نے میرے نام کے ساتھ ’’مرحوم‘‘ بھی لکھ دیا۔ چنانچہ انہیں بتایا گیا یہ مرحوم نہیں بلکہ فی الحال زندہ ہیں اور سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب پیچھے رہ جانے والوں کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: سیّد شمشاد ناصر۔ امریکہ

ڈیٹرائٹ اور ڈیٹن جماعت کا مصلح موعودؓ ڈے کا انعقاد

خدا کے فضل سے ۲۱ فروری ۲۰۲۱ بروز اتوار شام ۶:۳۰ سے ۸:۳۰ بجے جماعت احمدیہ ڈیٹرائٹ اور جماعت احمدیہ ڈیٹن نے اکٹھے یوم مصلح موعودؓ کے جلسے کا انعقاد کیا۔

دونوں جماعتوں کے ممبران نے بذریعہ ذوم گھروں سے جلسہ میں شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز مکرم مقبول احمد صاحب صدر جماعت کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عمیر ملک صاحب نے کی اور اسکا ترجمہ مکرم عدیل احمد صاحب نے پیش کیا۔عزیزم طاہر احمد منور نے نظم پڑھی۔ مکرم مقبول احمد طاہر نے جلسہ کی غرض و غایت اور پیشگوئی کا پس منظر بیان کیا۔ مکرم بشارت وسیم صاحب نے اردو میں پیشن گوئی مصلح موعودؓ کے الفاظ پڑھ کر سنائے اور عزیزم حسن قریشی صاحب نے اسکا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

بعد میں مکرم ڈاکٹر مطاہر احمد صاحب نے ''پیشگوئی مصلح موعود کے حقیقی مصداق'' کے عنوان پر تقریر کی۔ انھوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر اور کتاب ''المصلح الموعود'' کے قیمتی حوالہ جات سنا کر ثابت کیا کہ آپؓ ہی اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر نعیم لغمانی صاحب نے نظام جماعت کے عنوان پر تقریر کی۔ جو حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے سامنے رکھا۔ جسمیں صدر انجمن احمدیہ کے ناظران، تحریک جدید، وقف جدید، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ شامل ہیں۔ اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔

عزیزہ ہاجرہ احمد صاحبہ نے ایک نظم پڑھی۔ نظم کے بعد مکرم

عبدالشکور احمد صاحب آف ڈیٹن نے حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام جو آپؓ نے جلسہ سالانہ امریکہ ۱۹۴۹ کے موقع پر بھجوایا پڑھ کر سنایا۔ اور انھوں نے اس سے یہ بھی ثابت کیا کہ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔''

اسکے بعد مکرم عثمان منگلا صاحب نے تمام بچوں کیلئے ایک سوال جواب پر مشتمل پروگرام کیا۔ اسمیں وقت کی مناسبت سے صرف ۵۰ بچے اور بچیاں حصہ لے سکتے تھے۔ ۱۵ منٹ کے اس پروگرام میں جو زوم پر ہی ہوا اور بڑا دلچسپ تھا۔عزیزہ ایشال طاہر اسمیں اول رہی۔ بارک اللہ لھا

اس دلچسپ پروگرام میں مکرم ناصر بخاری صاحب نے ''حضرت

مصلح موعودؓ اور استحکام خلافت'' پر تقریر کی۔ انھوں نے خلافت کی اہمیت اور برکات اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمائی اور نظام خلافت

سے چمٹے رہنے کی تلقین کی۔

سب سے آخر میں خاکسار کی تقریر تھی۔ خاکسار نے احباب جماعت اور مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ نیز حضرت مصلح موعودؓ کی محبت الٰہی، عبادت، عشق رسول، بچوں کی تربیت اور جماعت کو ہر حال میں

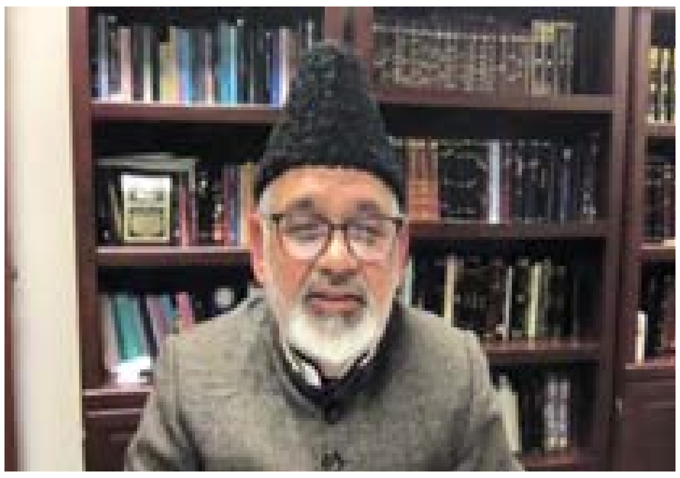

مقدم رکھنے کے بارے میں آپ کی سیرت طیبّہ کے واقعات سنائے۔

پروگرام کے آخر میں خاکسار نے دعا کرائی۔ اور جلسہ کا اختتام ہوا۔

طلوع وغروب آفتاب

24مارچ2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:05	18:33
مدینہ منورہ	05:03	18:35
قادیان	05:06	18:43
ربوہ	04:46	18:22
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:27	18:23